رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library

جلد ۳ — قادیان دار الامن والامان ۱۶ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء — نمبر

ایمان بالغیب کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالے اور عالم مجازات اور دیگر امور مبدء اور معاد کے ماننے مین فلسفیون کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہے نبیون کے طریق کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بارور ہوگا کہ جب غیب کی باتون کو غیب ہی کی صورت مین قبول کیا جائے اور ظاہری حواس کی کھلی کھلی شہادتین یا دلائل ہندسیہ کے یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائین کیونکہ تمام وکمال مدار ثواب اور استحقاق قرب و توصل الٰہی کا تقوے پر ہے اور تقوے کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے جو افراط آمیز تفتیشون اور لمبے چوڑے انکارون اور ہر ہر جزئی کی موشگافی سے اپنے تئین بچاتا ہے اور صرف دور اندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہون پر غلبہ اور رجحان دیکھکر بحسن ظن قبول کرلیتا ہے اسی بات کا نام ایمان ہے اور یہی ایمان پر فیوض الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا و آخرت مین سعادتین حاصل ہوتی ہین ۔ جب کوئی نیک بندہ ایمان بحکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی مین ترقی چاہتا ہے تو خدا تعالے خود اُس کا متولی ہوکر اور آپ اُس کا ہاتھہ پکڑکر درجہ ایمان سے درجہ عین الیقین تک اُس کو پہنچا دیتا ہے مگر یہ سب کچھہ بعد استقامت ومجاہدات وریاضات وتزکیہ وتصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہین اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی بکلی صفائی کرنا چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بدعقائد اور بد اعمال کو کسی حالت مین چھوڑنا نہین چاہتا وہ اس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے کیونکہ ایمان اُسی حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جنکو مانا گیا ہے کسی قدر پردۂ غیب مین ہین یعنی ایسی حالت پر واقعہ ہین جو ابھی تک عقلی ثبوت نے ان پر احاطہ تام نہین کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئے بلکہ اُن کا ثبوت غلبہ ظن تک پہنچا ہے وبس۔

یہ تو انبیاء کا سچا فلسفہ ہے جس پر قدم مارنے سے کروڑہا بندگان خدا آسمانی برکتین پا چکے ہین اور جس پر ٹھیک ٹھیک چلنے سے بیشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکے ہین اور ہمیشہ پہنچتے ہین اور جن اعلے درجہ کی تجلیون کو ستوحی اور جلدی سے فلسفی لوگون نے ڈھونڈا اور نہ پایا وہ سب مراتب ان ایمان دارندون کو بڑی آسانی سے مل گئے اور اُس سے بھی بڑھکر اس مین معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ گئے کہ جو کسی فلسفی کے کانون نے اسکو نہین سنا اور نہ اُس کی آنکھہ نے دیکھا اور نہ کبھی اس کے دل مین گذرا لیکن اس کے مقابلہ پر خشک فلاسفرون کا جھوٹا اور مشوش فلسفہ جس پر آج کل کے نوتعلیم یافتہ لوگ فریفتہ ہو رہے ہین اور جس کے بدنتائج کی بیخبری نے بہت سے سادہ لوحون کو برباد کردیا ہے بات یہ ہے کہ جب تک کسی اصل یا فرع کا قطعی طور پر فیصلہ نہ ہو جائے اور بکلی اُس کا انکشاف نہ ہوجائے تب تک اُسکو

ہرگز ماننا نہین چاہیئے گویا خدا ہو یا کوئی
اور چیز ہو ان مین سے اعلیٰ درجہ کے اور
کامل فلاسفر جنہون نے ان اصولون کی سخت
پابندی اختیار کی تھی اُنہون نے اپنا نام
محققین رکھا جنکا دوسرا نام دہریہ بھی ہے
ان کامل فلاسفرون کا بہ پابندی اپنے اصول
تدریجیہ کے یہ مذہب رہا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ
کا وجود قطعی طور پر بذریعہ عقل ثابت نہین
ہو سکتا اور نہ ہم نے اُس کو بچشم خود دیکھا
اس لئے ایسے خدا کا ماننا ایک امر مظنون
اور مشتبہ کا مان لینا ہے جو اصول متقررہ
فلسفہ سے بکلی بعید ہے سو اُنہون نے
پہلے ہی خدا تعالیٰ کو درمیان سے اڑایا
پھر فرشتون کا یون فیصلہ کیا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ
کی طرح نظر نہین آتے چلو یہ بھی درمیان
سے اُٹھاؤ۔ پھر روحون کی طرف متوجہ ہوئے
اور یہ رائے ظاہر کی کہ ہم کوئی ثبوت قابل
اطمینان اس بات پر نہین دیکھتے کہ بعد
مرنے کے روح باقی رہ جاتی ہے نہ کوئی
روح نظر آتی ہے اور نہ واپس آکر کچھ
اپنا قصہ سناتی ہے بلکہ سب روحین مفارقت
بدن کے بعد خدا اور فرشتون کی طرح
بے اثر و بے نشان ہین سو اُن کا بھی وجود
ماننا خلاف دلیل و برہان ہے۔ ان سب
فیصلون کے بعد ان کی نظر عمیق نے تکالیف
شرعیہ کی مشقت اور حلال و حرام کا فرق
اصول فلسفہ کا سخت مخالف سمجھا اس لئے
اُنہون نے صاف صاف اپنی رائے
ظاہر کر دی کہ مان اور بہن اور جورو مین
فرق کرنا یا اور چیزون مین سے بلا ثبوت
ضرر طبّی بعض چیزون کو حرام سمجھ لینا
یہ سب بناوٹی باتین ہین جنپر کوئی فلسفی
دلیل قائم نہین ہو سکتی۔ اسی طرح اُنہون
نے یہ بھی بیان کیا کہ ننگا رہنے مین کوئی شناعت
عقلی ثابت نہین ہوتی بلکہ اس مین طبی
قواعد کے رو سے فوائد ہین اسی طرح ان
فلاسفرون کے اور بھی مسائل ہین اور خلاصہ
اُن کے مذہب کا یہی ہے کہ وہ بجز دلائل
قطعیہ عقلیہ کے کسی چیز کو نہین مانتے اور
اُن کی فلسفیانہ نگاہ مین گو کیسی ہی کوئی بد
عملی ہو جب تک اُس مین کوئی طبی ضرر یا
دنیوی بد انتظامی متصور نہ ہو تب تک اُنکا
ترک کرنا بیجا ہے مگر جو دوسرے درجہ
کے فلاسفر ہین اُنہون نے لوگون کے
لعن طعن سے اندیشہ کر کے اپنی فلاسفری
کے اصولون کو کچھ نرم کر دیا ہے اور قوم
کے خوف اور ہم جنسون کی شرم سے
خدا اور عالم جزا اور دوسری کئی باتون
کو ظنی طور پر تسلیم کر بیٹھے ہین لیکن یہ
اعلیٰ درجہ کے فلاسفر اُن کو سخت نالائق
اور بد فہم اور غبی الطبع اور بزدل اور اپنی
سوسائٹی کے بدنام کنندہ خیال کرتے ہین
کیونکہ اُنہون نے فلاسفر ہونے کا دعویٰ
تو کیا لیکن اصول فلسفہ پر جیسا کہ حق چلنے
کا تھا نہین چلے اس لئے اول درجہ کے
فلاسفر اس بات سے عار رکھتے ہین کہ ان
ناقصون کو فلاسفر کے باعزت لفظ سے
مخاطب یا موسوم کیا جائے کیونکہ اُنہون
نے کچھ کچھ تو فلسفہ کے طریقہ پر قدم مارا
اور کچھ عام لوگون کی ملامت لعنت سے
ڈر کر نبیون کے عقاید مین بھی (جو فلسفیون
کے منشار کے موافق قطعی اور یقینی
دلائل سے ثابت نہین ہو سکتے) ٹانگ
اڑا دی اس لئے یہ لوگ اُنکی نظر مین
نیم حکیم ہین حقیقی فلاسفر نہین ہان ممکن بلکہ
قرین قیاس ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ
جیسے جیسے ایک سخت جوش قطعی اور یقینی
اور نہایت واشگاف ثبوت عقلی طلب
کرنے کا ان کے مستعد اور ہونہار لوگون
کے دلون مین آتا جائے گا ویسی ویسی
وہ کسرین جو باقی رہ گئی ہین اُن کے
خیالات سے وہ سب نکل جائین گے
اور عقاید اور اعمال مین پوری پوری
مطابقت اپنے بڑے بھائیون سے
کر لین گے تب وہ شیطانی اور ظلمانی دو کا
پانی دنیا کے برباد کرنے کے لئے ایک
ہی ہو کر بہین گے اور اگر آیندہ ذرّیت
مین فلسفہ نے ترقی کی تو وہ بجائے اس کے
کہ حال کے فلسفیون کی طرح یہ سوال
کرین کہ اگر ملایک یا شیاطین کچھ چیز ہین
تو ہمین دکھلاؤ یہ اعلیٰ درجہ کے سوالات
کرین گے کہ اگر خدا اور اُس کی قدرتین
کچھ چیز ہین تو ہمین ظاہر ظاہر بلا واسطہ
اسباب دکھلاؤ اور اگر روحین بعد مفارقت
بدن باقی رہ جاتی ہین اور اُن کا وجود بھی
کچھ چیز ہے تو وہ بھی ہمین دکھلاؤ غرض جیسے
جیسے ان نو آموزون کے فلسفہ مین صیقل
ہوتا جائے گا ایسے ایسے سوال
ان کے دلون مین پیدا ہوتے جائین گے
یہان تک کہ اول درجہ کے فلاسفرون سے
ہاتھ جا ملائین گے ابھی تو حال بھی کچا اور
خیال بھی کچا ہے۔

(حضرت اقدس امام الزمان)

حقیقت الصلوٰۃ

۸ ستمبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ مین جو خطبہ
حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب
سیالکوٹی نے پڑھا تھا اُس مین کسی قدر
حقیقت نماز بیان فرمائی تھی چونکہ وقت
تنگ تھا اس لئے جس قدر مولانا بیان کرنا
چاہتے تھے اُسقدر وسعت سے بیان
نہ کر سکے۔ بہر نمط جو کچھ فرمایا وہ قلبی
اور روحانی امراض کے لئے ایک شفا بخش
نسخہ ہے۔ اُمید ہے کہ اکثر
بیمار دلون کے لئے
مفید ثابت
ہوگا۔

(ایڈیٹر)

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ
وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی
عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ
اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ

یہ کتاب جو تیری طرف وحی کی گئی ہے وہ پڑھ
سنا۔ اور نماز کو ٹھیک رکھ۔ نماز ہر قسم کی
بدکاری اور بُری باتون سے روکتی ہے۔ نماز
ہی ذکر اللہ ہے اور ذکر اللہ تمام چیزون سے
بڑھکر ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم
کرتے ہو۔

چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے
اور خطبہ کو لمبا کرنا جائز نہین ہے۔ اس لئے

مین جو کچھ کہون گا بہت مختصر کہون گا۔ یہ آیت مینے خصوصًا اس لئے پڑھی ہے کہ آداب نماز کے متعلق چند باتین جو میرے دل مین ہین آپ کو سناؤن۔

مین دیکھتا ہون کہ ہر مجلس اور دربار کے کچھ قواعد اور آداب ہوتے ہین اور کوئی شخص جو اس مجلس اور دربار مین جانا چاہے اس کو ان آداب کی رعایت اور نگہداشت لازم طور پر کرنی پڑتی ہے اگر وہ پرواہ نہ کرے یا کوئی فروگذاشت کرے تو وہ ذلیل ہوجاتا ہے۔

مسجد کیا ہے؟ اللہ کریم کا ایک دربار ہے پس جب نماز کے لئے مسجد مین جاؤ تو یقینًا یقینًا دل کی بصیرت اور بینائی کے ساتھ اعتقاد رکھو کہ خدا کے حضور جاتے ہین اور نماز کے ارکان قیام رکوع۔ سجود۔ قومہ۔ جلسہ۔ وغیرہ۔ سب کے سب آداب الصلوٰۃ ہین۔ پس اگر کوئی آدمی ان آداب اور قواعد کی اسی طرح پر رعایت نہ کرے جیسا کہ اس عظیم الشان مجلس کے بانی یا ان قواعد کے مرتب کرنے والے مقنن نے فرمایا ہے تو وہ گویا مجلس کی توہین کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور ضرور ضرور ذلیل ہوگا مین مسلمانون کی حالت پر جب ایک لمبی نگاہ کرتا ہون تو میرے دل مین ایک درد اٹھتا ہے کہ انھون نے مسنون طریقون مسنون اذکار کو چھوڑ کر خود تراشیدہ وظائف اور اوراد معزز کر لئے ہین۔ اور ان مین یہان تک منہمک ہوگئے ہین کہ فرائض کی بجا آوری تک چھوڑ دی ہے بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کے برے دن آتے ہین تو اس کی خوبیان نکل جاتی ہین اور برائیان ان کی جگہ آجاتی ہین۔ مسلمانون کی بدقسمتی سے ایسے صوفی اور بدعت پسند مشائخ پیدا ہوگئے جنھون نے اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ کی پرواہ نہ کرکے من عند النفس وظائف تراش لئے۔ اور وہ حزب جس پر اللہ تعالےٰ کی مہر تھی اور جو منزل مقصود تک پہنچانے کے واسطے ایک سیدھی راہ اور تجربہ کار مدبر کا کام دیتا تھا جس کے ساتھ ہزارون ہزار برگزیدگان الٰہی کی شہادتین موجود تھین اسے چھوڑ دیا۔ پاک اسلام نے کبھی یہ پسند نہین کیا کہ کوئی شخص دنیا کے تمام ضروری اور عظیم الشان کامون سے کنارہ کشی کرکے صرف تسبیح ہی لے کر بیٹھا رہے۔ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک اسوۂ یعنی عمل درآمد سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے نمونہ سے دکھا دیا ہے کہ فرائض انسانی کیا ہین۔ ان کو میدان جنگ مین دیکھنے والا کبھی خیال بھی نہین کرسکتا تھا کہ یہ لوگ مسجدون مین خشوع و خضوع اور پورے تبتل سے نمازین پڑھتے ہون گے اور اس وقت ایسے مستغرق ہون گے کہ قطرہ قطرہ خون نہ نکلے اور نماز مین ان کو دیکھنے والا نہین کہہ سکتا تھا کہ یہ ایسے تیغ زن اور بہادر ہوسکتے ہین جیسے وہ تھے اور کہ ایسے لوگ رقت قلب اور سوز و گداز کے منازل سے کیا واقف ہون گے۔ غرض وہ لوگ ہر کام مین مستعد اور ہوشیار تھے اور جو کچھ کرتے دل سے اور خدا کے لئے کرتے تھے اصل یہ ہے کہ جو کام انسان کی فطرت مین مرکوز اور انسانیت کی غائت ہین وہ سب کے سب ایک مومن اور مسلمان کو کرنے چاہئین لیکن شرط یہ ہے کہ خدا مین ہو کر کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر ایک گہری نگاہ کرو اور دیکھو کہ آپ کو کیا کچھ کرنا پڑا ہے مین پورے یقین اور شعور کے ساتھ اور ایمان کی بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ مینے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر غور کی ہے اور ہر روز کرتا ہون کیونکہ جب قرآن شریف کی ایک آیت بھی پڑھتا ہون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی لائف میرے سامنے آجاتی ہے اور آپ کی زندگی کے واقعات کا ایک نقشہ میرے دل کے سامنے کھنچ جاتا ہے اور مین آپ کو انسانی نوع مین خدا سے قدوس کیطرح ایک عظیم الشان اور کامل انسان اور یکتا دیکھتا ہون اور اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ خدا کی طرح اس انسان کامل کی کنہ تک بھی پہنچنا محال ہے۔ تو اب غور کرو کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھیون کی طرح کوئی خاص حزب پیش دست لئے بیٹھے رہتے تھے اور کوئی شغل نہ تھا آپ کا عام وظیفہ صرف نماز تھا اور یون تو آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہ پاؤ گے جو ذکر اللہ اور وظیفہ سے خالی ہو آپ کا روزہ بلکہ پہننا بھی ذکر اللہ تھا۔ آپکا بیویون کے ساتھ معاشرت کرنا بھی ذکر اللہ تھا۔ آپ کا مہمانون کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آنا ذکر اللہ تھا اور انکی مہمان نوازی بھی ذکر اللہ ہی تھا غرض آپ کا ہر فعل ہر حرکت و سکون ذکر اللہ تھا آپ کی مقدس اور مطہر زندگی سے مومن کے لئے ایک تسلی دینے والا سبق ملتا ہے کہ جب وہ ہر فعل خدا مین ہو کر کرتا ہے تو وہ سب کے سب ذکر اللہ ہی ہوتے ہین کاش کوئی سوچنے والا سوچے اور سعید روح غور کرے!!

جب نحوست کے دن آئے اور اسلام کی ہدایتون پر عمل نہ رہا۔ تو ہزارون ہزار وظائف اور انبارون کے انبار ورد نئے نئے طیار کئے گئے۔

چشتیون نے اپنے ورد وظائف الگ سہروردیون اور نقشبندیون نے الگ اور قادریون نے الگ تجویز کئے اور چودہ خانوادون نے ان کے سوا جو تودہ طوفان بنایا اس کا کچھ شمار ہی نہین اور انبار استغفار اور قصائد کے اور بڑون کے نامون کے خدا کے ذکر کی جگہ قائم کردئے۔۔ چونکہ یہ باتین یہ اوراد و وظائف خدا سے نہ تھے اور خدا مین ہو کر نہ تھے اخلاق اور عادات کی تبدیلی مین وہ قطعًا کوئی اثر پیدا نہ کرسکے جو خدا تعالےٰ کے فرمودہ کے موافق حزب اور وظائف نے ہمکر کے دکھلایا۔ قوم کی جو گت اس طرح پر بنی وہ بنی اور بالکل ایک ظاہر امر ہے مجھے اس پر کچھ کہنے کی ضرورت اور حاجت نہین۔ مگر ان وظائف اور اوراد نے کیون اثر نہ کیا؟ اس لئے کہ

ان کے ساتھ کوئی زندہ شہادت اور تعلیم کی دلیل موجود نہ تھی ان کی علت غائی زیادہ سے زیادہ حب و بغض اور دیگر اغراض پنہان تک مقصود تھی۔ یہ بات صرف کتاب اللہ مین ہی ہے کہ اس کی ہر بات تزکیہ قلب اور تصفیہ روح کے لئے ہوتی ہے اور پھر ہر دعوے کے ساتھ ہر قسم کے دلایل موجود۔ عقلی شہادتین اور ہر زمانہ مین تجربہ کے زندہ شواہد ساتھ ہوتے ہین۔ ان وظائف کو عاملون نے اغراض کی تحریک سے سر پر اٹھا تو لیا مگر ہمیشہ ناقابل عمل بوجہ سمجھا گئے اور رسم وعادت سے نبھاتے رہے یہی وجہ ہے کہ نہان در نہان خیانتون اور بعض چھپی بدکاریون اور بعض اعمال خلاف شریعت حقہ سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اور ان وظائف کے ساتھ دلائل حقہ کے نہ ہونے کے باعث سے شرح صدر سے ان کو اٹھا نہ سکے۔ مگر قرآن کریم کی حالت اس کے خلاف ہے اس نے ہر حکم کے ساتھ علت موجبہ اور مدلل دلیل دی ہے چنانچہ اسی نماز کی نسبت فرمایا ہے اقم الصلوٰة نماز کو قائم کر۔ کیون؟ ان الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر اس مین فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ یہ ہر فعل بد اور ہر قول بد سے بچا لیتی ہے۔

مین اپنی کہتا ہون کہ ایسے اخلاق ذمیمہ سے جن کی اصلاح سے مین قریب قریب نومید سا ہو گیا ہون نماز ہی کے واسطہ سے مین بچا ہون اور بخدا مین اسے اپنا بڑا رفیق اور محافظ سمجھتا ہون۔ مینے تجربہ کیا ہے کہ اگر کوئی ناسزا لفظ جوش نفس سے میرے منہ سے نکل گیا جس کی نسبت میرے ایمان نے یقین دلایا کہ اس مین للہیت کی بو نہ تھی اور تھا اس کے بعد نماز کا وقت آ گیا کیونکہ ہر فعل کے بعد ضرور ہے کہ ایک نہ ایک نماز کا وقت بھی آ جائے تب مجھ ایسی شرم لاحق ہوئی کہ اس ناپاک گندے منہ سے اب خدا کے آگے اپنے حالات عرض کرون گا اور بار بار یہ خیال برق کی طرح سامنے آتا کہ لوگون کے ساتھ معاملہ

اور خدا کے روبرو اب منافقانہ طور پر اب کہے گا ایاك نعبد ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین یعنی ہمارے اقوال و افعال تیرا ہی جلال و کمال ظاہر کرتے ہین۔ غرض یہ ہے مشہد نماز کی انسان کو پاک کرنے ناسزا گوئی اور گفتنی امور سے اسی طرح کی تواتر واردات نے میرے جیسے تباہ حال کو امید دلادی ہے کہ مین انشاءاللہ اپنے مقصود کو پالون گا پھر چلل نماز کمال درجہ کی فروتنی اور تواضع اور تمام قوی کا گرا دینا سکھاتی ہے اور اس مین ذاتی خاصیت کہ نفس کے جذبات و اشتعالات کو فنا کر دیتی ہے اور میرا اعتقاد ہے کہ اس وقت تک انسان راستباز نہین ہو سکتا جب تک وہ اپنے جوش نفس سے اس طرح پر باہر نہ آ جاوے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل آتا ہے۔ اور جو پانچ مرتبہ کو قریب جاتا ہے اور عرش عظیم کے سامنے کھڑا ہونے کا یقین رکھتا ہے اس کو چونکہ ہر گھڑی کبھی ظہر اور کبھی عصر کی نماز مین خدا کے حضور حاضر ہونا پڑتا ہے ضرور ہے کہ اپنے افعال اور اقوال مین خوف خدا کو مدنظر رکھے اور جب کہ ایک عام دربار مین جانے والا اپنے کپڑون کو گوبر مین لت پت کر کے نہین جاتا اور ایسی ادا کو کبھی روا نہین رکھتا جو آداب مجلس کے خلاف ہو تو پھر اس حقیقی دربار مین حاضر ہونے والا کیونکر اپنی کسی ادا کو کریہ اور بدنما بنانے کی جرات کر سکتا ہے۔

غرض یہ بڑا مجرب اور کبھی خطا نہ کرنے والا وظیفہ ہے جو انسان کو منعم علیہ گروہ کو بنا دیتا ہے اور جس کے مجرب اور مفید ہونے کی لاکھون راستبازون نے شہادت دی ہے نمازون کو درست کرو۔ اور سچا خشوع اور خضوع پیدا کرو اور چاہئے کہ نمازون کو دعاؤن کا مخزن بنایا جاوے۔ خلاف سنت ہے یہ بات کہ نمازون کو جلد جلد ختم کر لیا جاوے اور پھر آدہ گھنٹہ تک دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر بیٹھے رہین اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص جب تک بادشاہ کی حضور مین رہا اور عرض معروض کا پورا موقع بھی ملا اور خود حضرت سلطان نے ہر قسم کی درخواست اور خواہش کے بیان کرنے کی اجازت بھی دیدی تھی مگر وہان تو بدقسمت چپ رہا اور جب باہر آیا تو لگا دانت نکال کر مانگنے اور رونے دھونے پس نمازون مین دعائین مانگو سجود مین قبولیت کا ایک وقت ہوتا ہے قانون قدرت نے یہ امر ثابت کر دیا ہے کہ ہر فعل کے لئے ایک وقت ہے۔ علم موسیقی کے ماہر بتلاتے ہین کہ راگون کی تاثیرات کے لئے اوقات ہین اسی طرح پر نفحات الٰہیہ کے لئے اوقات ہین۔ جب انسان پوری عجز اور نیازمندی کے ساتھ سجدہ مین گر کر

(نوٹ) مولانا صاحب کے اس استدلال نے ایک لطیف اور ضروری سوال کا حل بھی کر دیا ہے جو اکثر لوگ کہا کرتے ہین کہ ہمکو یہ کیونکر معلوم ہو کہ ہماری نماز قبول ہوئی ہے؟ ہر چیز اپنے آثار سے ثابت ہوتی ہے یا بقول سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام درخت اپنے پھلون سے پہچانا جاتا ہے۔ پس نماز کے لوازمات اور ثمرات ہین ہر قسم کی بدکاری و بد اطواری سے محترز رہنا۔ اگر نماز پڑھنے سے یہ باتین حاصل ہوتی ہین اور ہر ایک قسم کی برائی مین کمی اور تنزل ہو رہا ہے تو بیشک وہ نماز موجب برکات ہو رہی ہے ورنہ ہم کو زیادہ استغفار اور زیادہ دعا کی ضرورت ہے + نماز کے ان ثمرات کے مرتب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان آداب کا لحاظ رکھا جاوے جو مولانا صاحب نے بیان فرمائے ہین نماز اس کی قبولیت اور حقیقت کے متعلق پوری واقفیت چاہتے ہو تو حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی وہ تقریر پڑھو جو آپ نے صرف نماز پر فرمائی ہے اور جو ۲ ر کو دفتر الحکم سے مل سکتی ہے

(ایڈیٹر)

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے خدا کی الوہیت اٹھی مزا لیتی ہے اور اس وقت عبودیت اور ربوبیت سے ملکر ایک چیز پیدا ہوتی ہے جو مومن یا انسان کی علت غائی ہے اور یہی نماز کا حقیقی ثمرہ ہے پس میرے عزیزو یاد رکھو کہ ہر قسم کی دعا خواہ وہ ایک سوئی یا تسمہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو مسنون تسبیحوں کے بعد نماز میں نہایت عجز و نیاز سے مانگو خدا بڑا کریم ہے۔ جھوٹھا اور نادان ہے وہ انسان جس کی روح ان دعاؤں میں لذت نہیں پاتی اور اور راہوں سے لذت طلب کرتا ہے ہم نے خود دیکھا ہے اور چکھا ہے کہ اللہ تعالے نماز کے اندر کی دعاؤں کے وقت داعی کے قریب ہو جاتا ہے آخر میں ایک بات اپنے دوستوں کو کہنی چاہتا ہوں اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ آداب نماز کی رعایت نہیں کی جاتی جو نماز پڑھ چکتے ہیں وہ اس قدر جلد مسجد سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا جب تک نکل نہ جاویں ان کو ڈر ہے کہ چھت ان پر ٹوٹ نہ پڑے۔ بعض بوڑھوں نے مجھ سے بھی اور میرے مخدوم مولوی نور الدین صاحب سے بھی شکایت کی ہے۔ کہ اکثر دفعہ ایسا دھکا لگتا ہے کہ نماز پڑھنے والے کو اپنے مرکز سے اٹھا دیا جاتا ہے تم جانتے ہو کہ تم مبارک خدا کے راستباز کی نگاہ کے نیچے رہ کر سبق سیکھنے آئے ہو۔ تم شُہَدَاءُ عَلَی النَّاسِ ہو۔ خدا اور اس کا رسول تم پر گواہ ہو اگر تم قابل گرفت چلن رکھتے ہو تو پھر نمونے بننے والے کون ہوں گے؟ سوچو! اور اپنی کمزوریوں کے لئے خدا سے مدد چاہو۔ خدا تعالے مجھکو اور سبکو برکت دے کہ اس کے مسیح مبارک انسان کے نقش قدم پر چلیں اور لوگ بول اٹھیں کہ ان کا

قول و فعل اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمودہ کے موافق ہے آمین آمین

مکتوبِ امامِ آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد ہذا یہ عاجز یہ دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے آنمخدوم کی عمر میں برکت بخشے زیادہ تر اس بات میں کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی طرح مولے کریم راضی ہو جاوے ہر ایک سعادت اس کی رضا سے حاصل ہوتی ہے دنیا میں جو کچھ انسان رسوم کے طور پر کرتا ہے وہ کچھ چیز نہیں ہے مگر جو کچھ خالصاً رضائے الہیہ کے حاصل کرنے کے لئے صدق قدم سے کیا جاتا ہے وہ عمل صالح ہے جس کی انسان کو ضرورت ہے عمل صالح بڑی نعمت ہے خداوند کریم عمل صالح سے راضی ہو جاتا ہے اور قرب احدیت حاصل ہوتا ہے مگر جس طرح شراب کے آخری گھونٹ میں نشہ ہوتا ہے اسی طرح عمل صالح کے برکات اس کے آخری جز میں مخفی ہوتے ہیں جو شخص آخر تک پہنچتا ہے اور عمل صالح کو اپنے کمال تک پہنچاتا ہے وہ ان برکات سے متمتع ہو جاتا ہے لیکن جو شخص درمیان سے ہی عمل صالح کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کو اپنے کمال مطلوب تک نہیں پہنچاتا وہ ان برکات سے محروم رہ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ باوجود اس کے کہ کچھ کچھ عمل صالح بجا لاتے ہیں مگر برکات ان اعمال کی ان میں نمایاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب تک کوئی میوہ خام ہے وہ پختہ اور رسیدہ میوہ کی لذت نہیں بخش سکتا سب برکتیں کمال میں ہیں اور عمل ناتمام میں کوئی برکت نہیں بلکہ بسا اوقات ناقص العمل انسان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے اور ان لوگوں میں جا ملتا ہے جو خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ہیں سو حقیقی طور پر عمل صالح اس عمل کو کہا جاتا ہے کہ جو ہر یک قسم کے فساد سے محفوظ رہ کر اپنے کمال کو پہونچ جائے اور اپنے کمال تک کسی عمل صالح کا پہونچنا اس بات پر موقوف ہے کہ عامل کی ایسی نیت صالح ہو کہ جس میں بجز حق ربوبیت بجا لانے کے کوئی اور غرض مخفی نہ ہو یعنی صرف اس کے دل میں یہ ہو کہ وہ اپنے رب کی اطاعت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور گو اطاعت بجا لانے پر ثواب مترتب ہو یا عذاب مترتب ہو اور گو اس کا نتیجہ آرام و راحت ہو یا نکبت اور عقوبت ہو لیکن بہرحال وہ اپنے مالک کی اطاعت میں رہے گا کیونکہ وہ بندہ ہے پس جو شخص اس اصول پر خدا کی عبادت کرتا ہے وہ اس راہ کی آفات سے امن میں ہے اور امید ہے کہ اس پر فضل ہو لیکن اسے یہ لازم ہے کہ کسی امید پر بنیاد نہ رکھے اور اطاعت اور عبودیت کو ایک حق ربوبیت کا سمجھے کہ جو بہرحال ادا کرنا ہے اور سرگرمی سے خدمت میں لگا رہے اور اپنی کارگذاری اور خدمت کو کچھ چیز نہ سمجھے اور مولی کریم پر احسان خیال نہ کرے دنیا مزرعہ آخرت ہے اور فارغ باتنی کچھ چیز نہیں وہی لوگ مبارک ہیں کہ جو دن رات اپنی زور سے اپنے تمام اخلاص سے اپنے تمام رجوع سے رضائے مولے حاصل کرنا چاہتے ہیں

۲۸ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری

(ولہ)

علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی مولانا اخویم مولوی محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عنایت نامہ آنمخدوم پہونچا باعث ممنونی ہوا الحمد للہ والمنۃ کہ علمائے شرع کی طرف سے حسن ظن اور رفق اور نرمی ظہور میں آئی اور اگر بعض نے طریق نزاع اختیار کیا ہے تو اس میں بھی حضرت ارحم الراحمین کی طرف سے کوئی مصلحت ہوگی یہ عاجز بخوبی جانتا ہے

کہ جناب الٰہی کی یہ عادت نہیں ہے کہ ایسے
کاموں کو چپکے چپکے یکدفعہ کمال تک پہونچا دے
اور ہر ایک فہم کے دل سے بیکبارگی آمنّا
صدّقنا کا اقرار کرا دے اگر ایسا ہوتا
تو نوبت سے ثواب کہ جو شدائد اور مکروہات
کے اٹھانے پر موقوف ہیں۔
نبیوں اور مرسلوں کو اور ہم لوگوں
کو جو ان کے متبعین ہیں ہرگز حاصل نہ
ہو سکتے بلکہ انواع و اقسام کے اسرار
مخفی رہ جاتے اور کئی قسم کی تائیدات
اور برکات سماوی اور آیات رحمانی
جنکا ظہور بروز کسی موذی کی ایذا سے
وابستہ ہے پردۂ اخفا میں چھپی رہتیں

۱۵؍ فروری ۱۸۸۶ء
مطابق
۱۰؍ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ

نظام شمسی میں تغیر عظیم
اور
ایک عظیم الشان مصلح
یا
مثیل مسیح کی ضرورت

اخبار ٹریبیون لاہور ولایت کے ایک اخبار
سے ناقل ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے ایک نیا دور
حرکات آفتاب اور اس کے متعلق کل
نظام شمسی کا شروع ہوتا ہے سنہ ۱۸۹۰ء
سے لے کر سنہ ۱۹۰۱ء تک ایک بڑے دائرہ
کا خاتمہ نظر آتا ہے۔ جس کے اخیر میں
سورج ایک نئے طرح کے سلسلہ برج میں
داخل ہوگا۔ قریباً ۲۱۶۰ سال کے بعد ایک
دفعہ ایسا واقع ہوتا ہے۔ اور نظام شمسی
پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے۔ اس وقت
سیارے ایک خاص طور کے اقتران میں
ہوتے ہیں۔ جس کا زمین پر بھی بڑا اثر پڑتا ہے
ٹھیک حساب کرنے سے معلوم ہوا ہے
کہ جب پچھلی دفعہ ایسا واقعہ ہوا تھا
تو وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پیدا
ہونے کا وقت تھا۔ در اصل عیسوی
سنہ ہمارے شمار سے ۱۹۰ سال بعد
شروع ہوا تھا۔ یعنی جسکو ہم عیسوی سنہ
۱۹۰۰ والا سال قرار دیتے ہیں وہ در اصل
ابتدائی سال ہے۔ اہل ہنود کے حساب
کے مطابق (حضرت مسیح کی پیدائش سے
پہلے) جب ایسا واقع ہوا تھا۔ تو اس
وقت کرشن جی مہاراج نے جنم لیا تھا
جوگی نفر اس بات پر اصرار کرتے ہیں
کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں لوگس ایک نیا جنم دھارن کرے
گا۔ جو کہ زمین پر مظہر الٰہی ہوگا۔ اور
خلق اللہ کے لئے وہی کچھ کرے گا
جو یسوع مسیح نے اپنے وقت میں
کیا تھا۔ اہل نجوم اس بات کے قائل
ہیں کہ ۲۱۶۰ سال کے وقفہ کے بعد
ہمیشہ زمین پر ایک ایسا آدمی پیدا
ہوتا رہتا ہے۔ جو زمین پر مسیح یا بدھ
کا سا کام کرتا ہے وہ اہل دنیا کو پاک
ترین زندگی کی طرف ترقی دیتا ہے
اور وہ پاک علوم جو صدیوں صرف
چند لوگوں کے سینوں تک محدود
رہے تھے۔ اس کے ذریعہ سے
تمام مخلوقات کو عطا کئے جاتے ہیں۔
(ہم لوگوں کو جو ایک روحانی ریفارمر
یا زیادہ واضح الفاظ میں یوں
کہو کہ مسیح موعود کی ضرورت
کو مختلف پہلوؤں سے محسوس کرتے
ہیں یہ خوشخبری سنانا چاہتے ہیں
کہ آنے والا مسیح آ گیا جس کی جستجو
کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے
کان سننے کے ہوں سنے۔

(ایڈیٹر)

حضرت اقدس امام الزمان
کا
ایک تازہ الہام

یہ چار الہام جو ذیل میں درج کئے
جاتے ہیں ۱۳؍ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو
ہوئے نہایت خوشخط اور خوبصورت
لکھا کر حضرت اقدس نے
مسجد بیت الذکر میں چسپاں
کرائے ہیں کلام الٰہی کے الفاظ
بجائے خود ایک عظیم الشان
بشارت اور نشان کی خبر دیتے
ہیں ہماری غرض اس اشاعت
سے صرف یہی ہے کہ جس
وقت یہ الہام پورا ہو مومنوں
کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب
ہو۔
(ایڈیٹر)

الہام یعنی کلام الٰہی جو حضرت
اقدس پر نازل ہوا یہ ہے

ایک عزت کا خطاب
ایک عزت کا خطاب
لَکَ خِطَابُ العِزَّۃِ
ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہوگا

معزز بھائیو! کوئی تعجب کرنے کی بات نہین - مرہم عیسی اس کو اس لئے کہتے ہین کہ صلیب کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسی علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخمون پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر اُن کے حواریون نے اس کو طیار کیا تھا خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ مین اُترا اُس مقدس بشر کے زخمون کے چنگا کرنے مین معجزہ ثابت ہوا - ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبون نے اس کو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا حکماء یورپ بھی اس کے اعجازی خواص کے قائل ہین ہم نے بڑی محنت اور احتیاط سے اس کے اصل بیش قیمت اجزا مالک غیر سے منگائے ہین خالص یعنی صحیح آلائش سے پاک مرہم صرف ہم ہی طیار کرتے ہین -

ان مرضون کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر گلٹیان - چوٹون کے زخم - پھنسی - پھوڑے گھاؤ - خارش - گنج - طرح طرح کی جلد کی بیماریان ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم - زخمون کے کیڑے - تلی کے ورم - بواسیر کے درد ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا - جل جانا - کان سے ریم کا بہنا - جانورون کا کاٹ لینا - عورات کی خطرناک بیماریان سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی دن میڈیکل کالج کے پروفیسرون ـ نامور ڈاکٹرون ـ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتا ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ـ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۲؎ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۱۰؎ خالص ممیرہ فی ماشہ ۵؎ مصری سرمہ فی تولہ ۴؎ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے ـ

المشتہر پروپرائٹر میا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جیلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات مین جہان لائق ڈاکٹر و حکیمون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے ـ

راقم ڈاکٹر ڈی ـ ایم ـ بی ـ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم ـ بی ـ ایم ـ ایس سندیافتہ یونیورسٹی

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۱۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ـ اس کی بینائی مین اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی ـ

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ـ

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا ـ میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ـ

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے ـ

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مبشرہ ایل ایم ایس ـ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ـ

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ـ جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے ـ

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان مین شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا